رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی الدن دیکھنا | عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودًا | ہیں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار نہیں ہوں

الکف خلفاء النبی محمّا سرًا وان کنت قد سائک امر خلافۃ فبا ذنہ قد وقع ما کان واقعًا وما تخلف اللہ العلیم کذا اھل وقضیت امور خلافۃ موعودۃ	الکعن من ہو مثل بدر منور فحار بلیکا اجتبا ھم کمشتری فلا تبک بعد ظہور قدر مقدر وما کان رب الکائنات کمھتر وفی ذالک آیات لقلب مفکر

مسیح موعود

الفضل

مقامی خریداران سے چندہ

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت مینیجر
الفضل قادیان ضلع گورداسپور
کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے ۵ر

ایڈیٹر: صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب

جلد ۲ | مورخہ ۲ - اگست ۱۹۱۴ء مطابق ۸ - رمضان ۱۳۳۲ھ ہجری | نمبر ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم مع تمام خاندان نبوت بخیر و عافیت ہیں روزانہ درس قرآن مجید و حدیث شریف رجال و نساء میں باقاعدہ حسب معمول ہوتا ہے (ب) صاحبزادہ شریف احمد صاحب سرینگر پہنچ چکے ہیں

مہمان مالابار سے مولوی محی الدین صاحب - سی سی حسنار کٹی تاجر - میاں حسن کنجی اور عبداللہ آئے ہیں - مالابار میں ہمارے بہت سے احمدی بھائی ہیں - اور انہیں سے بعضوں کے بچے یہاں تعلیم پاتے ہیں - لاہور سے مستری موسیٰ اور قاضی حبیب اللہ آئے -

وی پی اگست میں جن خریداروں کی قیمت ختم ہوتی ہو وہ وی پی لینے کے لئے تیار ہیں - ہماری احباب اپنے اپنے شہروں میں الفضل

تازہ خبریں

قاری سرفراز حسین ہمدرد میں لکھتے ہیں - آج جمعہ کی نماز ہم سب نے بمعیت خواجہ صاحب مسٹر ظفر علیخان صاحب ایڈیٹر زمیندار کے پیچھے پڑھی - اناللہ وانا الیہ راجعون انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ *

پیرس کے وزیر موسیو کیلوز کی بیوی رہا کر دیگئی ہے جس پر یہ سنگین جرم عاید تھا کہ اس نے فرانس کے مشہور اخبار "فگارو" کے ایڈیٹر کو اپنے پستول کا نشانہ بنایا تھا *

روما - ۲۹ جولائی - وزیر خارجہ اور وزیر اعظم اٹلی میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے وزیر اعظم اس بات پر مصر ہیں کہ اٹلی بالکل الگ رہے

لندن ۲۹ جولائی - لندن میں ۷ اور گلاسگو میں دو بنک ٹوٹ گئے ہیں

وائنا ۳۰ جولائی - نیم سرکاری طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ سرویو نے بلغراد کی شمالی جانب چند میل کے فاصلہ پر سملن کے پل کو تباہ کر دیا - آسٹروی فوج نے سروی مقامات پر گولہ باری کی اور دشمن کو ان مقامات کے خالی کرنے پر مجبور کیا - دو سروی جہاز میں گولی بارود اور سرنگ بچھانے کا مصالحہ بھرا ہوا تھا گرفتار کر لئے گئے ہ

سینٹ پیٹرزبرگ - ۳۰ جولائی - ہزارہا لوگوں نے سینٹ پیٹرزبرگ اور اوڈیسہ میں کل شام کو مظاہرہ کیا - اور انگلستان اور فرانس کے لئے خوشی سے تالیاں بجائیں - بیس ہزار کے گروہ نے سروی افسروں کی تعریف میں آواز بلند کی جو بلغراد کی طرف روانہ ہو رہا تھا

برلن ۳۰ جولائی - جرمن فوجیں برلن کی طرف روس کی نقل و حرکت کے جواب میں پیشقدمی کر رہی ہیں -

برلن ۳۰ جولائی - ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ کیف - اوڈیسہ ماسکو - غازان میں روسی فوج ۳۳ وشۃ فوج (آرمی کور) پر مشتمل ہے - جو بالکل آسٹروی سرحد پر مقیم ہے *

(باہتمام منشی غلام رسول مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

الاخبار و الآراء

آگ لگ گئی

آج کے لیڈر میں ہم نے اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ ڈینیوب (جو یوروپ کا سب سے بڑا دریا ہے۔ اور بلغاریہ اور سرویہ۔ رومانیہ اور آسٹریا کے حدود یا علاقہ سے تعلق رکھتا ہے) کے پانیوں کو آگ لگا اور یوروپ میں عالمگیر جنگ بپا ہوا چاہتی ہے۔ آخر مِسٹر ریوٹر نے اس قیاس کی تصدیق کردی ہے۔ ۲۸۔ جولائی کو آسٹریا نے اعلان جنگ کر دیا۔ اسوقت تک آسٹریا کی افواج کوئی اہم نقل و حرکت کر چکی ہونگی۔ یا کسی اہم مقام پر (جو غالباً صوبہ نووی بازار ہے) پر قابض ہوگئی ہونگی۔ یوروپ کے تمام ممالک میں ہلچل واقع ہوگئی ہے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی فکر پڑ رہی ہے۔ انگریزی بیڑہ سربمہر احکام اور سامان حرب و آذوقہ کے ساتھ بحیرۂ شمالی کی کسی بندرگاہ کی طرف روانہ ہوگیا ہے جرمنی اپنا بیڑہ جمع کر رہی ہے۔ روس کی فوجیں سرحد آسٹریا کی طرف کوچ کرچکی ہے۔ زار روس فوج کو رخصت کرتے وقت فرماتے ہیں۔ "ہم نے ساڑھے سات سال تک صبر و تحمل سے کام لیا ہے۔ بس اسی قدر کافی ہے"۔ گویا اب روس ضرور مداخلت کریگا۔ اور جونہی اُسکی فوجیں سرحد آسٹریا سے اُس پار ہوئیں۔ فوراً جرمنی بھی مداخلت کرنے پر آمادہ ہے۔ اُدھر رومانیہ اور یونان میں بلقان کے اندر موازنہ طاقت رکھنے پر خط و کتابت ہورہی ہے۔ روس اور آسٹریا دونوں ٹرکی کو اپنے ساتھ ملانے کیلئے مدت سے کوشاں ہیں۔ و فرانس و اطالیہ اپنے اپنے حلیفوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کرچکے ہیں۔ غرض یوروپ کے امن میں فساد کی آگ کی ایک چنگاری پڑچکی ہے۔ جیکا بھڑک اٹھنا قیامت صغریٰ کا نمونہ اور بلقان کے زلزلہ سے بھی بدرجہا بڑھ چڑھ کر زلزلہ ہوگا۔ اور یہ زلزلہ ایسا خطرناک ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق

اک برہنہ سے نہ ہوگا کہ وہ باندھے ازار

ہماری دعا ہے۔ کہ اگر آسمان نے اس زلزلہ کے وقوع کو اسی وقت کے لئے مقدر کر رکھا ہے۔ اور اُس کی تاخیر اب امکان سے باہر ہے۔ تو ہماری سرکار برطانیہ جس کے ماتحت ہم نے امن سے زندگی بسر کی اور کر رہے ہیں۔ اور جس کے لئے خدا کے مسیح نے دعائیں کی ہیں۔ اس آفت سے محفوظ رہے۔ آمین ؛

نقشہ

ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں مشرقی یوروپ کا ایک نقشہ دیا جاتا ہے۔ جس میں میدان جنگ اور اس میں اغلباً حصہ لینے والی سلطنتوں یا ریاستوں کے حدود نیز دریائے ڈینیوب اور بعض مشہور مقامات کا نشان دیدیا گیا ہے۔ امید کہ جنگ کی خبروں کے مطالعہ اور انکی وضاحت کے لئے اس سے فائدہ اٹھایا جائیگا ؛

(وائنا ۲۸۔ جولائی) گورنمنٹ آسٹریا نے سرویا کا جواب شائع کیا ہے۔ اور اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ سرویا کو از خود واقعہ سراجیوو کے متعلق تحقیقات کرنی چاہئے تھی۔

(لنڈن ۲۹۔ جولائی) کسی قدر اُمید پائی جاتی ہے۔ کہ آسٹریا اور روس کے براہ راست باہم گفت و شنید کرنے سے یوروپ کی عالمگیر جنگ ٹل جائیگی۔ دریں اثنا جرمنی فوجی اور بحری تیاریوں میں مصروف ہے۔ اور اہل پیرس متانت کے ساتھ تیاریاں کر رہے ہیں۔ برطانیہ کی گودیوں میں بھی نہایت سرگرمی ظہور میں آرہی ہے۔ اعلان جنگ پر اہل سینٹ پیٹرزبرگ نے خوب چیرز دیئے ؛

(وائنا ۲۹۔ جولائی) سرکاری اخبار لکھتا ہے۔ کہ یوروپ کو اب معلوم ہوجائے گا۔ کہ آسٹریا ہنگری محض سیاسی وجود نہیں رکھتا بلکہ وہ ایک "قوم" ہے۔ اور آسٹریا کی متحدہ طاقت سرویا کی اس عظمت کے پرخچے اڑا کر رکھ دیگی۔ وائنا میں اشیاء خورد و نوش کی قیمت ڈیوڑھی ہوگئی ہے۔ اور مارکیٹ کے دکانداروں پر حملے کئے جا رہے ہیں ؛

شہنشاہ فرانسس جوزف نے سرکاری اعلان میں لکھا ہے۔ کہ میں نے آسٹریا ہنگری کے احترام وقار اور سلامتی کو قائم رکھنے کی خاطر تلوار ہاتھ میں لی ہے ؛

(لنڈن ۲۹۔ جولائی) آسٹر و یون نے استواری کی تاکید کردی ہے ؛

(برلن ۳۰۔ جولائی) وائنا اور بلغراد میں سخت احتساب عمل میں لایا جارہا ہے۔ تاکہ آسٹریا اور سرویا میں جو کچھ ہورہا ہے اُس کی کوئی اطلاع باہر نہ جانے پاوے ؛ (لنڈن ۲۹۔ جولائی) آج دیوان خاص میں لارڈ ملے نے کہا کہ جنگ کو محدود رکھنے کی غرض سے دول سرگرمی کیساتھ باہمی نامہ و پیام کر رہے ہیں۔ قیصر جرمنی اور زار روس باہم تار کے ذریعہ گفت و شنید کر رہے ہیں۔ برطانیہ کی مجلس وزراء اجلاس کر رہی ہے ؛

مشرقی یوروپ

مزید خبریں

(لنڈن ۲۸۔ جولائی) ملک معظم نے اندیشہ جنگ کی وجہ سے گڈوڈ کی روانگی ملتوی کردی ہے۔ زار روس پایہ تخت سے نخش سیکریز کو گئے ہیں۔ اپنی فوج کے جزوی اجتماع اور آراستگی کا حکم دینے کے ساتھ زار روس نے جرمنی کو مطلع کیا ہے۔ کہ اگر جرمنی نے اپنی فوج کو اجتماع و آراستگی کا حکم دیا۔ تو ہم بھی باقی فوج کے اجتماع و آراستگی کا حکم دیں گے۔ روس نے سر ایڈورڈ گرے کی تجویز کو اصولاً منظور کر لیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ وائنا کے ساتھ براہ راست تبادلۂ خیالات کا سلسلہ قائم رکھنے کا خواہشمند ہے ؛

مسیح موعود کی پیشگوئی

دریائے بیاس پر جو ریل کا پل ہے۔ اس پل میں سے ۱۷۰۰ آدمی کی لاشیں پکڑی گئی ہیں۔ اور کئی گاڑیاں معہ ریل پل سے پکڑی گئی ہیں۔ جن کے سبب پل ٹوٹ گیا۔ اور دو دن لدھیانہ کو بارشہ دلی لائن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ یکم اگست ۱۹۱۴ء

ڈینیوب کے پانیوں کو آگ!

مسیح موعود کی ایک اور پیشگوئی

عالمگیر جنگ کے آثار

(۱)

نمبر

اگرچہ قابل نفرت ترک کو دشمن نے متواتر کوششوں کے بعد ڈینیوب کے کناروں سے بہت دور ہٹا دیا ہے۔ اور جس وجود کے باعث یوروپ کا ایک حصہ وحشی کہلاتا تھا۔ اُس کی حکومت سے مہذب مسیحی رعایا کو آزادی حاصل ہو چکی ہے۔ یوروپین ڈاکٹروں نے مرد بیمار کو رومانیہ۔ بلغاریہ۔ سرویہ۔ یونان۔ بوسینیا۔ اور آخر کار مقدونیہ۔ البانیا اور تھریس کے میدانوں کو چھوڑنے اور تا حکم ثانی باسفورس کے کنارہ پر خیمہ زن ہونے پر مجبور کیا ہے لیکن واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ اور کریں گے۔ کہ وہ "قابل نفرت ترک"۔ تہذیب انسان اور یوروپ کا "شریف آدمی" ہے۔

اور ہاں دنیا کو اب معلوم ہوا۔ کہ "مرد بیمار" دراصل "یوروپ کا محافظ سپاہی تھا۔ اس کو بیماری کا سرٹیفکیٹ زیادہ تر خود غرضی مطلب پرستی اور تعصب کی وجہ سے دیا گیا تھا۔ کیونکہ جبتک وہ اپنی ڈیوٹی پر متعین رہا۔ اُسوقت تک نہ تو بلقان کی سنگلاخ زمین انسانی خون سے رنگین ہوئی۔ اور نہ ہی یوروپ کے خرمن امن پر بجلیاں گرنے کا اسقدر خطرہ رہا۔ جتنا کہ اسوقت ہے۔ سلیو اور ٹیوٹن میں باہمی رقابت تھی۔ بلغر اور یونانی نیز رومن اور سرب ایک دوسرے کا مخالف تھا۔ لیکن مسلم ترک کی حکومت اس "مخالفت" میں مبدل کرنے کا موجب تھی۔ اور ان کے بیرونی حمایتیوں کی باہمی چپقلش کا خطرہ (جو "آنا فانا" عالمگیر جنگ کی صورت کو اختیار اور دنیا کے امن کو برہم کر سکتا ہے۔) معرض ظہور میں نہیں آتا تھا۔

یہ تو زمانہ ماضی کی سرگذشت

...وہ شریف آدمی

اور محافظ سپاہی اب شاخ زریں اور بحیرۂ مارمورا کے کنارہ پر کھڑا نیرنگئی زمانہ اور قدرت کے زبردست ہاتھوں کا تماشہ دیکھ رہا ہے۔ اُسے وہ وقت یاد ہے۔ جب ۱۹۰۸ء میں مغرور آسٹریا نے محض اپنی طاقت کے گھمنڈ پر بوسینیا ہرزیگووینا کے ترکی صوبہ کا الحاق کیا تھا۔ پھر اُسے وہ زمانہ فراموش نہیں ہوا۔ جب آسٹریا کے جنوبی حلیف اٹلی نے اپنی بحری طاقت کے زعم پر ۱۹۱۱ء میں طرابلس پر ڈاکہ مارا اور صحرائے طرابلس کی سفید ریت کو بیگناہ عربوں کے خون سے سرخ کیا تھا۔ ان سب کے بعد اُس کی آنکھوں کے سامنے ان تازہ دل ہلا دینے والے خلاف انسانیت مظالم کا تصور مجسم صورت اختیار کر کے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کے ان عفت مآب مسلم عورتوں اور لڑکیوں کی عصمت دری ان شیر خوار بچوں کے قتل۔ ان بوڑھے بیکس زن و مرد کے خون ناحق کا مطالبہ کرتا ہے۔ جو فرڈیننڈ۔ الیگزینڈر اور قسطنطین کے خونخوار صلیبی مجاہدین کی سیاہ دلی کا شکار ہوئے۔

اس کو علم ہے۔ کہ سرویا کے ظالم سپاہیوں نے 'انسانی شکار' کو اپنا ایک معمولی شغل بنا رکھا تھا۔ وہ جانتا ہے کہ البانی مسلمان صرف مسلمان ہونے کے باعث نہایت بے دردی سے تہ تیغ کئے گئے تھے۔ اور عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو ہزاروں کی تعداد میں مسجدوں کے اندر بند کر کے زندہ جلایا گیا تھا۔ اور یہ سب کچھ ذمہ دار افسروں کی ہدایات کے ماتحت ہوا تھا۔

اس اندوہ افزا غم اندوز یاد کے بعد مظلوم ترک اور اس کے تمام ہم خیال ان واقعات پر نظر ڈالتے اور تغیرات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جو یوروپ کے اُفق سیاست پر نمودار ہو رہے ہیں۔ اور ان کو خیال پڑتا ہے۔ کہ وہ عالمگیر جنگ جو اتنی دفعہ ملتوی ہو کر رہ گئی ہے٭ اور جس کے وقوع کا جنگ بلقان کے وقت امکان تھا۔ اب ضرور آجکل یا بہت قریب مستقبل میں شروع ہونیوالی ہے اور ظالم اپنے ظلم کی سزا پائیں گے۔ ریوٹر دنیا کو اطلاع دے چکا ہے۔ کہ سرویا اور آسٹریا کے تعلقات منقطع ہو گئے ہیں۔ دریائے ڈینیوب کے پانیوں کو آگ لگا چاہتی ہے۔ ڈینیوب کی جنگی کشتیوں میں ابتدائی گولوں کا تبادلہ ہو چکا ہے۔ متکبر الگزینڈر (جس کے دماغ میں عظیم الشان سلطنت سرویا کے خواب جاگزیں ہیں) مجبور ہوا ہے کہ بلغراد کو خالی کر کے اپنے دربار کو معہ ضروری کاغذات و خزانہ ۵۹ میل جنوب کی طرف سرویہ کے ایک قدیم قصبہ میں منتقل کرے مقدونیہ کے بیگناہ مقتول مسلمانوں کا خون جوش پہ ہے۔

سرویا کا حامی روس اجتماع افواج میں مصروف اور اسکا حلیف فرانس ڈٹنے پر آمادہ ہے۔ اس کے مقابل برلن اور روما کی حکومتیں اپنے حلیف آسٹریا کا وفاداری سے ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ برطانیہ قیام امن میں کوشاں ہے۔ آسٹریا کا زبردست حلیف جرمنی چاہتا ہے کہ جھگڑا مقامی رہے اور صرف آسٹریا اور سرویا کو باہمی نپٹ لینے دیا جائے۔ یہ ہے واقعات عالم کی رفتار۔ یہ ہیں آسمان سیاست کے تاریک بادل جنکی نسبت بڑے سے بڑا مبصر سیاست بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ آیا ابھی موسلا دھار بارش شروع ہو جائیگی۔ یا کسی ہوا کے زور سے بادل کچھ مدت کے لئے بکھر جائیں گے۔ یہ ممکن ہے۔ کہ ان سطور کے خشک ہونے سے پہلے وہاں قزاق توپ بجلی کی طرح گرجنے اور کوندنے لگی ہوں۔ اور رائفلوں کی گولیاں بارش کی شکل میں نمودار ہو چکی ہوں۔ یا ہوائی جہازوں کے بم اولوں کی طرح گرنے شروع ہو گئے ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ سرویا کی دھوکہ دہی اپنا کام کر گئی ہو۔ اور آسٹریا کو جھکنا دیدیا گیا ہو۔ لیکن موخرالذکر کے امکان کی امید کم ہے۔ اور جنگ اغلب ہے کیونکہ آسٹریا کا سن رسیدہ وزیر خارجہ کونٹ برختولڈ اور ہنگری کا تجربہ کار وزیر اعظم کونٹ ٹزا خوب جان چکے ہیں۔ کہ آسٹریا کے لئے

"اب پھر کبھی نہیں"

کا موقعہ ہے۔ اسکا کھونا اپنا نقصان اور دشمن کی طاقت کو بڑھانا ہے۔ اور بات بھی دراصل یہی ہے۔ اگر آسٹریا نے اس موقعہ کو کھو دیا۔ تو پھر اسکے لئے مشکلات ہونگی۔ سرویا اور مانٹینگرو روس کے ایماء سے باہمی الحاق پر آمادہ ہیں۔ اگر ۲۸ جون کو آرچ ڈیوک فرڈیننڈ کا قتل نہ ہوتا تو ۲۹ جون کو ہر دو ریاستوں کا الحاق وقوع میں آجاتا۔ اور سرویا خاموشی سے بحیرہ ایڈریاٹک پر پہنچ جاتا۔ جس کے لئے وہ مدت سے کوشاں ہے۔

پس دراصل آسٹریا اس الحاق کو روکنا چاہتا ہے۔ اور سرویا کی دیرینہ آرزو کو پورا ہوتے دیکھنا اپنی سلطنت کے فوائد کا منافی سمجھتا ہے۔ کیونکہ سرویا کو بڑھنے دینا آسٹریا کی سرب رعایا کو بغاوت پر آمادہ کرنا۔ اور بوسینیا۔ ہرزیگووینا کو سربی ہاتھوں میں دیدینا ہے۔ جو آسٹریا کے لئے خود کشی کے مترادف ہے ہمارا خیال ہے۔ کہ آسٹریا سب سے پہلے نووی بازار کی سنجک پر قبضہ کریگا۔ اور سرویا اور مانٹینگرو کے الحاق کو روکیگا۔

الفضل کے آئندہ نمبر میں ہم انشاء اللہ آسٹریا اور سرویا کی کشیدگی کے مفصل وجوہات (جن کا اس آرٹیکل میں ذکر نہیں) بیان کریں گے۔ اور طرفین کی فوجی طاقت کا موازنہ کریں گے۔

٭ ٭ ٭

٭ جس کی نسبت خدا کے مسیح موعود نے پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے۔ کہ زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحال زار۔ کو مطاوف

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

حضرت مسیح موعود واقعی نبی اللہ تھے

نمبر ۳

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ❊ من بعرفان نہ کمترم زکسے

ہم کون ہیں۔ جو خدا کے مسیح کو خدا اور رسول کی دی ہوئی فضیلت سے گرا دیویں۔ جب خود خدا اور اس کا پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھے تو ہم کون ہیں۔ جو اس کی مخالفت کریں۔ سنو! خدا کا مسیح فرماتا ہے۔

"خدا تعالےٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ ..... پس جس شخص کو خدا تعالیٰ نصرت عطا کریگا۔ اور وہ مجھے پہچان لیگا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں۔ جسکا نام سرور الانبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے اور اس کو سلام کہا ہے۔ اور اس کو اپنا دوسرا بازو قرار دیا ہے اور خاتم الخلفاء ٹھہرایا ہے۔ وہ مجھے اسی طرح افضل سمجھیگا۔ جسطرح خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے"... نزول المسیح صفحہ ۴۸

پس جبکہ خود خدا اور اُسکا پاک رسول مسیح موعود کو نبی اللہ کے نام سے موسوم فرماتے ہیں۔ تو کسی کی کیا حقیقت ہے۔ کہ کہے۔ کہ مسیح موعود نبی اللہ نہ تھا۔ وہ نبی اللہ تھا۔ اور ضرور تھا۔ ہاں صرف نبی اللہ نہ تھا۔ بلکہ اُمتی بھی تھا۔ تاکہ (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ ظاہر ہو۔ (۲) تا وہ پیشگوئی پوری ہو۔ جو حضرۃ آقا نامدار محمد رسول اللہ نے کی تھی۔ کہ مسیح موعود نبی بھی ہوگا۔ اور اُمتی بھی۔ (۳) اور تا حضرت مسیح اسرائیلی اور مسیح موعود میں ایک بین امتیاز پیدا ہو جائے۔ چنانچہ اس کی بابت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

(اوّل) "ہاں میں صرف نبی نہیں ہوں۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی بھی۔ تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان دنیا پر ظاہر ہو"۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵

(دوم) "ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں۔ اور اُمتی بھی۔ تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو۔ کہ آنیوالا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی"۔ ... استفتار مورخہ ۲۳۔ مئی ۱۹۰۶ء۔

(سوم) صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ عیسیٰ جو اُمتی بھی کہلاتا ہے اور نبی بھی کہلاتا ہے۔ یہ عیسیٰ اور ہے۔ وہ عیسیٰ نہیں ہے۔ جو نبی اسرائیلی میں گذرا ہے۔ ... ہاں اگر آنیوالے عیسیٰ کی نسبت صحیفوں میں صرف نبی کا لفظ استعمال پاتا۔ اور اُمتی اس کا نام نہ رکھا جاتا۔ تو دہوکا لگ سکتا تھا۔ ....

پس یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے۔ اور کبھی حضرۃ عیسیٰ اسرائیلی اس نام سے موسوم نہیں ہوئے"۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴

یہ اغراض آپکے اُمتی ہونے کے ہیں۔ مگر یہ اغراض آپکے واقعی نبی اللہ ہونے میں روک نہیں ہو سکتے۔ کیا آپکے اُمتی ہونے کی (ایسی) پاک اور ضروری اغراض اسی امر کی مقتضی تھیں۔ کہ آپ نبوت سے محروم کئے جاتے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو پھر کیا حضرت مسیح موعود نے کہیں یہ لکھا ہے۔ کہ میں اُمتی ہوں۔ لیکن واقعی نبی نہیں ہوں"۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ جہاں کہیں اُمتی فرمایا۔ وہاں نبی بھی فرمایا۔ تو پھر پتہ نہیں چلتا۔ کہ اگر اُمتی ہونے کا پہلو اپنے اندر پوری حقیقت رکھتا ہے تو نبی ہونے کا پہلو اپنے اندر کیوں پوری حقیقت نہیں رکھتا؟ فتدبروا

حضرت مسیح موعود براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں:۔

"پس چونکہ مریم ایک اُمتی فرد ہے۔ اور عیسیٰ ایک نبی پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ میں اُمتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی ہوں۔ صفحہ ۱۸۹"

اور کشتی نوح میں فرماتے ہیں۔ "جو شخص فی الواقعہ مجھے مسیح موعود مہدی معہود نہیں مانتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔ یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر کرتی ہے کہ حضرت مسیح موعود کا اُمتی ہونا ہرگز ہرگز ان کے واقعی نبی اللہ ہونے میں کوئی قادح نہیں ہے کیونکہ حضرت صاحب باوجود مریم ہونے کے واقعی اور حقیقی مسیح موعود بھی ہیں۔ پس جیسا کہ مریم ہونے سے آپکے واقعی مسیح موعود ہونے میں کوئی فرق نہیں آسکتا اور جیسا کہ آپ باوجود مریم بھی ہونے کے ہمیشہ مسیح موعود کہتے اور کہلاتے رہے۔ اسی طرح باوجود اُمتی ہونے کے واقعی نبی اللہ بھی کہلا سکتے ہیں۔

دوسرا ایک بڑا زبردست ثبوت کہ آپ واقعی نبی اللہ تھے۔ اور یہ کہ آپکا ایک پہلو سے اُمتی ہونا ہرگز ہرگز نہ آپکے اپنے نزدیک اور نہ ہی خدا کے نزدیک کوئی وجہ نقص نبوت تھا۔ یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو مسلمہ نبی حضرۃ عیسیٰ اسرائیلی سے اُس کی شان میں بڑھکر بیان فرماتے ہیں جیسا کہ فرمایا۔

"اُس مسیح کے مقابل پر خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے"۔ دافع البلاء

یہ الفاظ حضرت اقدس مسیح موعود کے اپنے ذاتی نہیں۔ بلکہ خدا کی کلام سے تقویت دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ محمدی مسیح موسوی مسیح سے افضل ہے"۔ کشتی نوح

پھر ایک اور جگہ فرمایا۔ "مجھے قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا۔ تو وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔ ... محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کا قائمقام ہے۔ لیکن شان میں ہزار ہا درجہ بڑھکر۔ مثیل موسیٰ۔ موسیٰ سے بڑھکر۔ مثیل ابن مریم۔ ابن مریم سے بڑھکر"۔ (کشتی نوح)

پس مقام غور ہے کہ حضرت مسیح موعود کا اپنے آپ کو مسیح ابن مریم سے اُس کی شان سے بڑھکر بیان فرمانا کوئی مجذوبانہ بڑ نہیں۔ نہ ہی کوئی شاعرانہ باتیں ہیں جیسا کہ فرمایا۔ "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے"۔

"یہ باتیں شاعرانہ نہیں۔ بلکہ واقعی ہیں۔ اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو۔ تو میں جھوٹا ہوں"۔ (دافع البلاء)

یہ مسیح موعود کے منہ سے نکلے الفاظ ہیں۔ جو کہ خدا کی کلام سے تقویت دئے گئے ہیں۔ پس اس میں کسی کو پس و پیش کرنے کی گنجائش نہیں۔ تعجب کا مقام ہے۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم تو واقعی اور حقیقی نبی اللہ اور رسول اللہ تھے۔ مگر مسیح موعود جو اُس کی ہر شان سے بڑھکر ہے۔ اسکو کچھ بھی نہ سمجھا جائے۔ اور اسکے اُمتی ہونے کی وجہ کو اُسکے واقعی نبی اللہ ہونے کے لئے ایک سلوک خیال کر لی جاوے۔ خدا کا مسیح انکار فرماتا ہے چنانچہ فرماتا ہے

"آنیوالا مسیح میں ہوں۔ تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اسکو نصوص حدیثیہ و قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ آنیوالا مسیح کچھ بھی نہیں۔ نہ ہی نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ حکم۔ جو کچھ ہے پہلا ہے"۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵

یہ سب کھلی کھلی باتیں ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے واقعی نبی اللہ ہونے پر ایسی زبردست دلیلیں ہیں۔ جنکی تردید کسی صورت سے ممکن نہیں حضرۃ مسیح موعود فرماتے ہیں۔ "میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ نبی کے نام پر اکثر لوگ کیوں چڑ جاتے ہیں جس حالت میں یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ آنیوالا مسیح اسی اُمت میں سے ہوگا پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اسکا نام نبی رکھدیا۔ تو کیا غضب ہو گیا ہے"۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۹

اور اگر مسیح موعود شان نبوت لیکر مبعوث نہ ہوتا۔ تو پھر تکمیل شابہت میں نقص وارد ہوتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود فرما چکے ہیں۔

"اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دیگئی ہے"۔ (کشتی نوح)

پس ہر ایک پہلو سے تشبیہ دیا جانا اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ مسیح موعود بھی ابن مریم کی طرح واقعی نبی اللہ ہو۔ اسلئے مسیح موعود نے فرمایا۔

"نبی کا نام خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا۔ تاکہ حضرت عیسےٰ سے تکمیل مشابہت ہو"۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۸۔

الغرض مسیح موعود واقعی نبی اللہ تھے۔ **ہاں وہ اُمتی بھی تھے**۔ اور اس مرکب نام رکھنے کا راز یہی ہے۔

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۹ - سورۃ المدثر بقیہ رکوع دوم

(گذشتہ سے پیوستہ)

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا صحیح وسلامت مکہ سے نکل جانا کفار کے لئے بڑی بھاری ذلت تھی۔ کیونکہ انھوں نے ہر طرف پہرے لگائے ہوئے تھے۔ اور ارادہ تھا کہ صبح کو مار ڈالیں گے۔ لیکن جب انھوں نے دیکھا تو حضرت علی کو چارپائی پر پایا۔ پھر بدر کی جنگ کفار کے لئے کیسی ذلت کا موجب ہوئی۔ پھر میرے اپنے خیال میں احد کی جنگ نے بھی ان کے ذلیل کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بدر کی جنگ میں فاتح کر کے دکھا دیا تو جنگ احد میں شکست دیکر کفار کو بتا دیا کہ باوجودیکہ مسلمان ایک غلطی کا شکار ہو گئے ہیں اور تم فاتح ہو۔ لیکن پھر بھی تم ان کے رسول پر ہاتھ نہیں چلا سکتے ✤

جنگ احد میں بہت نازک حالت ہو گئی تھی۔ تمام مسلمان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ زیادہ سے زیادہ ۱۲- آدمیوں تک روایت پہنچتی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ جتنی جتنی تعداد بتائی گئی ہے وہ ٹھیک ہے اور وہ اس طرح کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسا وقت بھی آیا ہوگا۔ جبکہ آپکے ساتھ ایک آدمی رہگیا ہوگا اور پھر دو اور پھر تین۔ اسی طرح بارہ ۱۲ تک پہنچے ہوں گے اور یہ تعداد کا اختلاف مختلف اوقات کی وجہ سے ہے۔ تو باوجود مسلمانوں کی اسقدر حالت نازک ہونے کے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے صحیح وسلامت بچا لیا۔ اور کفار مکہ کا قبضہ نہ ہونے دیا۔ ان ذلتوں اور خواریوں کے علاوہ جو سب سے بڑی اور خطرناک ذلت ان کو نصیب ہوئی۔ وہ احزاب کی جنگ تھی۔ اس لڑائی میں کفار کا ستیاناس ہو گیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب کفار کبھی ہم پر حملہ نہیں کرینگے بلکہ ہم ان پر حملے کرینگے۔ چنانچہ کفار کو پھر مدینہ پر حملہ کرنے کی کبھی طاقت نہ ہوئی اور مسلمان ہی ان پر حملے کرتے رہے ✤

جنگ احزاب میں مسلمان اپنے خیموں میں سے باہر نکل کر پیشاب کرنے کے لئے بھی نہیں جا سکتے تھے۔ ایسی حالت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو فرمایا کہ کفار کے لشکر میں جاؤ۔ اور دیکھ آؤ کہ ان کا کیا حال ہے لیکن کسی کو کچھ کہنا نہیں۔ جب وہ صحابی وہاں گئے۔ تو دیکھا کہ ابو سفیان اونٹ روانہ کر رہا ہے۔ انھوں نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے۔ ابو سفیان نے کہا کہ سب قبائل بھاگ گئے ہیں۔ صرف میں ہی رہ گیا ہوں۔ معلوم نہیں کہ ان کو کیا ہوا ہے وہ صحابی کہتے ہیں کہ اسوقت ابو سفیان اکیلا تھا۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں اس کا سر اڑا دیتا۔ جب یہ صحابی واپس آئے تو چونکہ سخت سردی کا موسم تھا اسلئے سردی کی وجہ سے ٹھٹھر رہے تھے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ انبیاء کو اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے ساتھ کیا ہی محبت ہوتی ہے۔ آپنے ان کو اپنی چادر اوڑھا دی۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا دیکھا کیا حال ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ تو سب بھاگ گئے ہیں ✤

اس وقت صبح کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ تاریکی پھٹ رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے۔ رات جا رہی تھی اور صبح آ رہی تھی۔ اس وقت انپر عذاب آیا۔ میرے خیال میں ان آیات میں جنگ احزاب کا خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچا ہے ✤

كَلَّا وَالْقَمَرِ ۙ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۙ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ۙ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ۙ

اللہ تعالےٰ کفار کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ تم لوگ غلط بیانیاں کرتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ ہم پر عذاب نہیں آئیگا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم چاند کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں اور رات کو جس وقت کہ جا رہی ہو گی۔ اس وقت تم پر عذاب آئیگا۔ اور تم تباہ کئے جاؤ گے۔ اور تم یہ نہ سمجھنا کہ یہی ایک عذاب ہو گا بلکہ یہ تو خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے عذابوں میں سے ایک ہو گا ✤

قمر۔ کے معنے لوگوں نے مختلف کئے ہیں جو کہ اپنے اپنے رنگ میں عمدہ ہیں۔ ایک بزرگ نے یہ لکھا ہے کہ چاند کی روشنی سے زیادہ نفع انیس راتوں میں پہنچتا ہے۔ کیونکہ چاند کو انہی راتوں میں کمال ہوتا ہے تو چونکہ پیچھے انیس ۱۹ ملائکہ کا ذکر ہے۔ اس لئے ان کے مقابلہ میں شہادت کے طور پر چاند کی انیس کمال کی راتوں کا ذکر فرما دیا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ان معانی کو صحیح سمجھا جائے۔ اور اگر جنگ احزاب کی پیشگوئی قرار دی جائے تو پھر اس کی ضرورت نہیں ✤

نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ۙ

یہ انسان کے لئے ڈرانے کی بات ہے۔ یا رسول ڈرانے والا ہے ✤

لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۙ

جو تم میں سے چاہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری میں بڑھ جائے اور جو چاہے پیچھے رہے ✤

جنگ احزاب میں عمرو بن عاص ایسے بڑے بڑے آدمیوں کو خدا تعالیٰ نے سمجھ دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اور بہت شریر پہلے سے بھی زیادہ کفر میں بڑھ گئے ✤ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک بڑا نشان ہے۔ انکے لئے جو آگے بڑھنا چاہتے ہیں لیکن وہ جو ایسے موقع پر زیادہ شرارت کرتے ہیں۔ انکے لئے یہ ہلاکت ہے ✤

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۙ

جو کچھ کسی نے کیا اس کے مطابق اس کی جزا ہو گی۔ بدکار آدمی اپنے عملوں کے چکر میں پڑا رہتا ہے اور عذاب سے بچ نہیں سکتا ✤

اِلَّآ اَصۡحٰبَ الۡیَمِیۡنِ ۚ فِیۡ جَنّٰتٍ ۚ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۙ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ۙ مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ۝

ہاں اصحاب الیمین بچ جائیں گے۔ ہمارے نیک اور پاک بندے ترقیات کرینگے۔ اور جنّات میں داخل کئے جائیں گے۔ وہ ایک دوسرے سے کفار کے متعلق سوال کرینگے پھر جب کفار کو دیکھیں گے۔ تو ان سے وہ پوچھیں گے کہ تم کو کس چیز نے جہنم میں دھکیلا یتساءلون بمعنے یساءلون آیا ہے۔ یعنی مؤمن کافروں سے پوچھیں گے کہ تم کو کس چیز نے جہنم میں داخل کیا۔ جنگ احزاب سے جنّات کا خاص تعلق ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کفار کے سخت حملے کے متعلق سُنا تو آپنے صحابہ سے مشورہ لیا۔ ان میں حضرت سلمان فارسی بھی تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ آپکے ملک میں ایسے وقت میں کیا کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں خندق کھود کر اس کے پیچھے سے لڑتے ہیں۔ آپنے اس مشورہ کو پسند فرمایا اور حکم دیا کہ خندق کھودی جائے۔ دس دس آدمیوں کی جماعتیں بناکر مختلف جگہوں پر کھودنے کے لئے لگائے گئے۔ کھودتے کھودتے سلمان فارسی اور ان کے ہمراہیوں کے سامنے ایک پتھر آگیا۔ انھوں نے بہت زور لگایا۔ لیکن وہ نہ ٹوٹا۔ اس لئے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور عرض کیا۔ آپنے فرمایا کہ مجھے کدال دو۔ آپنے کدال لے کر پتھر پر زور سے ماری۔ اور اس میں سے روشنی نکلی۔ آپنے کہا۔ اللہ اکبر۔ تمام صحابہ نے بھی ساتھ ہی اللہ اکبر کہا۔ پھر دوبارہ آپنے کدال ماری۔ پھر روشنی نکلی آپنے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ صحابہ نے بھی ساتھ ہی کہا۔ پھر تیسری دفعہ آپنے ماری پھر روشنی نکلی۔ آپنے کہا اللہ اکبر۔ صحابہ نے بھی اسی طرح کہا۔ تیسری بار پتھر ٹوٹ گیا تھا۔ صحابہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کس قدر ادب کرتے تھے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا تو ساتھ ہی سب نے کہدیا۔ پہلے یہ نہ پوچھا کہ آپ نے کیوں اللہ اکبر کہا ہے۔ لیکن جب کام ختم ہوگیا تو پوچھا کہ یا رسول اللہ۔ اللہ اکبر کہنے کی کیا وجہ تھی۔ آپنے فرمایا کہ میں نے تین روشنیوں میں تین سلطنتیں دیکھی ہیں جو کہ ہمارے ہاتھ آئیں گی۔ اور وہ یہ ہیں (۱) حیرہ اور قصور کسریٰ (۲) قصور شام اور قصور روم (۳) قصور صنعاء۔ تو جنگ احزاب میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بڑے بڑے ممالک کی فتح کی خبر دیکر جنّات کا وعدہ دیا ۔

قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ ۙ

جنتیوں کے سوال پر دوزخی کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اس لئے دوزخ میں ڈالے گئے ہیں۔ اب مُسلمانوں میں سے ۹۵ فیصدی نماز نہیں پڑھتے۔ عورتیں تو اکثر نماز معاف ہی سمجھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ بچے نے کپڑے پلید کر دئے ہیں۔ یا اور کوئی ایسا ہی فضول بہانہ بنالیتی ہیں۔ میرے خیال میں اگر کپڑے پیشاب میں ڈوبے ہوئے بھی ہوں۔ اور دوسرے کپڑے پہننے کے لئے نہ مل سکتے ہوں تو انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لینی جائز ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا۔ اگر اتنا کپڑا ہو جس سے ستر ڈھانپا جاسکے۔ تو اس سے نماز پڑھ لینی جائز ہے۔ زمیندار اور پیشہ ور لوگ بھی نماز پڑھنے میں بہت سست ہوتے ہیں ۔

وَلَمۡ نَکُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡکِیۡنَ ۙ

اور کہیں گے کہ ہم غریبوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ مسکین کو کھانا کھلانا اسلامی شریعت کی بنیادوں میں سے ایک بہت بڑی بنیاد ہے۔ اب یورپ ترقی کرکے ایسی انجمنیں اور سوسائیٹیاں بنارہا ہے۔ جو کہتی ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ ایک آدمی تو بھوکا مرے اور ایک عیش و آرام میں زندگی بسر کرے۔ ہر ایک کو برابر برابر رہنا چاہیئے۔ اور جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ اس کو دینا چاہیئے۔ یہ گروہ سوشلسٹ کہلاتا ہے۔ اور اس کے اس قدر فرقے ہیں کہ ان کا گننا مشکل ہے ۔

بعض کہتے ہیں کہ ریل کا کرایہ نہیں ہونا چاہیئے تاکہ لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ آسانی سے جاکر معاش پیدا کرسکیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مکان صرف گورنمنٹ کی ملکیت ہونے چاہئیں۔ اور جو آئے وہ ان میں رہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ ایک آدمی کی ملکیت میں ہی وہ ساری عمر رہیں۔ اور دوسرے بیچارے کو سر رکھنے کو بھی جگہ نہ ملے۔ بعض کہتے ہیں کہ مدرسوں میں فیس نہیں ہونی چاہیئے تاکہ سب لوگ ایک سا فائدہ اُٹھا سکیں اور بعض تو یہاں تک بڑھ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ عورت کی ایک مرد سے شادی نہیں ہونی چاہیئے۔ اسی طرح جو ایک آدمی ایک عورت کو لیکر بیٹھ رہتا ہے وہ بھی ٹھیک نہیں کرتا عورت کو عام آزادی ہونی چاہیئے۔ جہاں اور جس کے پاس وہ چاہے رہے۔ یہ لوگ بہت بڑھ گئے ہیں۔ لیکن اسلام نے دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا مفید حصہ لیا ہے اور گند کو ترک کردیا ہے۔ اسلام نے غرباء اور مساکین کے لئے مالداروں پر ٹیکس لگایا ہے یعنی زکوٰۃ فرض کردی ہے۔ پھر ساتھ ہی تاکید کی ہے کہ یہ ٹیکس تو ایسا ہے جس کو گورنمنٹ تم سے جبراً بھی وصول کرسکتی ہے۔ لیکن تم اپنی خوشی سے بھی کچھ دیا کرو۔ پس جس قدر کسی کا ایمان زیادہ ہوگا۔ اسی قدر وہ خدا کی راہ میں زیادہ دیگا ۔

وَکُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِیۡنَ ۙ

لوگ گند بکتے اور بکواس کرتے تھے۔ اور ہم بھی ان میں شامل رہتے تھے۔ اس زمانہ میں اکثر مجالس میں لغو اور گندی باتیں ہوتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ قرآن۔ حتیٰ کہ خدا تک کے ساتھ ہنسی کرنے سے باز نہیں رہتے۔ کفار کہیں گے کہ لوگ لغو باتوں میں لگے ہوتے تھے۔ ہم بھی ان میں شامل ہو جاتے تھے۔ اس لئے بھی جہنم میں ڈالے گئے۔ معلوم ہوا کہ ہنسی اور ٹھٹھے کی مجالس میں شامل ہونا بھی سخت گناہ ہے کیونکہ اکثر ایسی مجالس بے دینی کی طرف لے جاتی ہیں ۔

وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ ۙ

اور سب سے بدتر یہ کہ ہمیں یقین نہیں تھا۔ کہ ہمارے اعمال کا محاسبہ بھی ہوگا یا نہیں

حَتّٰۤی اَتٰىنَا الۡیَقِیۡنُ ؕ

یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔ یعنی ہم ان سب باتوں کے مرتکب موت تک رہے تو یہ نہ کی

فَمَا تَنۡفَعُہُمۡ شَفَاعَۃُ الشّٰفِعِیۡنَ ؕ

ایسے شریروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی۔ شفاعت تو ہو گی ہی اذن کے بعد۔ پس اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسے لوگوں کی شفاعت ہی نہ ہو گی ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج کے متعلق ہدایات

گذشتہ سے پیوستہ

(از منشی فرزند علی صاحب فیروزپور)

یروشلم میں ہمیں معلوم ہوا۔ کہ حیفہ سے معمولی طور پر ہر تیسرے روز ریل گاڑی مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوتی ہے۔ اس لئے یروشلم میں تین روز کا قیام کر کے ہم واپس چل پڑے۔ اور دوپہر کو یافہ پہنچ گئے۔ گو یہاں سے حیفہ کے لئے گھوڑا گاڑی مل سکتی تھی۔ مگر ہمارے رہبر و رفیق ہمارا جہاز کے ذریعہ جانا ہی پسند کیا۔ جس کی ایک وجہ یہ تھی۔ کہ ان کو جہاز والوں سے کمیشن ملتا ہے۔ اور گھوڑا گاڑی والے سے یافت کی کوئی اُمید نہ ہوسکتی تھی۔ اور دوسرا ہمارے اسی روز روانہ ہو آنے سے ان کا ایک روز کا کرایہ مارا جاتا۔ اس شخص حاجی درویش نے ہم سے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی کا جس میں ہم اسباب بند کر گئے تھے۔ دو روپیہ یومیہ کرایہ چارج کیا۔ اور جہاز سے ساحل تک اُترتے وقت اور پھر دوسرے جہاز میں سوار ہوتے وقت ہم سے کشتی کا کرایہ دونوں طرف کا فی کس ۸؎ چارج کیا۔ اور جس مکان میں ہم کو اُتارا گیا۔ وہ نہایت تنگ و تاریک و غلیظ تھا۔ اس کا کرایہ فی شب ۱۰؍ فی نفر چارج کیا گیا۔ ہم نے تو وہاں سونے سے انکار کردیا۔ اور ہم چند دوست متفق ہوکر ہوٹل کی تلاش میں چل نکلے۔ تو پھر اس نے اپنا آدمی بھیجکر ہمیں اپنے انتظام سے ایک قریب کے ہوٹل میں اُتارا۔ ہوٹل کا کرایہ بھی جہاں ہم کو نہایت مکلف پلنگ اور بسترے دیئے گئے۔ ۱۰؍ فی شب تھا۔ جسقدر تکالیف ہمیں یا فہ کے میزبان سے ہوئیں۔ کسی دوسرے مقام میں سوائے جدہ کے نہیں ہوئیں یافہ سے حیفہ تک جہاز کا کرایہ ۱۲؎ فی کس تھرڈ کلاس ہوتا ہے سات آٹھ گھنٹوں کا سفر ہے۔ ہمارا جہاز رات کے بارہ بجے حیفہ کے بندر پر پہنچ گیا۔ مگر اترنے کے لئے ہمیں فجر کا انتظار کرنا پڑا۔ یہاں ہم جس ہوٹل میں ٹھہرے۔ اس کا نام یاد نہیں رہا۔ اس ہوٹل میں بھی پلنگ بسترے نہایت مکلف تھے۔ مختلف کمروں کی شرح کرایہ مختلف تھی اس لئے بہتر ہے۔ کہ اُترنے سے پہلے شرح مقرر کرلی جائے۔ ہمیں ۱۵؍ یومیہ فی کس دینا پڑا۔ اس ہوٹل میں جس کا نام مجھے بھول گیا ہے۔ ایک خصوصیت یہ تھی۔ کہ ایک کمرہ نماز کے لئے مخصوص تھا جس میں قیمتی قالینوں کا فرش بچھا ہوا تھا۔ حیفہ سے دمشق کو تو ہر روز ریل چلتی ہے۔ مگر مدینہ منورہ کو ہر تیسرے روز چلتی ہے۔ حسب ضرورت روزانہ اور بعض اوقات دن میں متعدد دفعہ بھی چلا دیتے ہیں کرایہ تھرڈ کلاس فی کس ستاون روپے کچھ آنے لگتا ہے۔ ہر ایک گاڑی کے باہر لیبل لگا ہوا ہوتا ہے۔ کہ یہ مدینہ منورہ کو جائیگی یا شام شریف یعنی دمشق کو۔ اس لئے مدینے والوں کو دیکھ کر صحیح گاڑی میں بیٹھنا چاہیئے۔ تا رستے میں تکلیف نہ ہو۔ جو گاڑی دمشق سے مدینہ منورہ کو جاتی ہے۔ وہ حیفہ سے آنیوالی گاڑی کے ساتھ درعا جنکشن پر مل جاتی ہے۔ وہاں مختلف سمتوں میں جانیوالی گاڑیاں الگ کرلی جاتی ہیں۔ اور اپنی اپنی منازل مقصود کو چل پڑتی ہیں۔ اس ٹرین میں بعض خصوصیات قابل ذکر ہیں:۔

(۱) یہ قانوناً جائز نہیں۔ کہ مسافر مدینہ طیبہ کا ٹکٹ لیکر رستے میں کسی سٹیشن پر اس نیت سے اُتر بیٹھیں۔ کہ دوسری ٹرین میں چلے جاویں گے:۔

(۲) ریل کے سٹیشنوں پر ہندوستان کے سٹیشنوں کی طرح اشیائے خوردنی نہیں بکتیں۔ اس واسطے کھانے پینے کا سامان ساتھ ہونا چاہیئے:۔ (باقی آیندہ)

بات وہ کہو جو کتاب و سنت کے مطابق ہو

۲۲ مئی کے زمیندار میں نبی کریم[۱] پر جادو کا وار چل جانے[۲] اور حضرت لوط کے (کفار کو) اپنی بیٹیاں پیش کرنے اور حضرت موسےؑ[۳] کے ملک الموت کی آنکھ پھوڑ ڈالنے پر اعتراض کیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں حدیث کے حامی اخبار نے وہ آیات و احادیث لکھی ہیں جن سے ان باتوں کا ثبوت ملتا ہے میں کہتا ہوں۔ چوں ندانست حقیقت رہ افسانہ زدند۔

حضرت لوط کے مہمانوں کے متعلق جن آیات میں ذکر ہے۔ انہیں خوب غور سے پڑھیئے۔ قالوا الم ننھک عن العالمین۔ (انہوں نے کہا۔ کیا ہم نے تجھے اجنبی لوگوں سے منع نہیں کیا؟) اس بات کا زبردست ثبوت ہے۔ کہ وہ لوگ جو لوط علیہ السلام کے مہمانوں کی فضیحت کرنے آئے تھے۔ تو اس لئے کہ وہ اپنے علاقہ میں کسی اجنبی کا آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ اب بھی کئی ایسے ملک ہیں۔ کینیڈا کا واقعہ تازہ ہے۔ (یہ جدا بات ہے۔ کہ وہ لوگ ...... بدمعاش تھے)۔ پس حضرت لوط نے جوان بدکرداروں سے کہا۔ کہ یاقوم ھٰؤلاء بناتی ھن اطھر لکم فاتقوا اللّٰہ ولا تخزون۔ تو یہ لڑکیاں نکاح میں دینے کے لئے ہرگز نہیں۔ بلکہ بطور ضمانت پیش کی ہیں۔ جیسا کہ کئی قوموں میں دستور ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر تمہارا کچھ نقصان ہو۔ تو میں اسکا ذمہ وار ہوں۔ اور ضمانت میں لڑکیاں رکھتا ہوں۔ پس اگر کسی کو کچھ اعتراض ہے تو پیش کرے۔ قطع نظر اس سے کہ نبی اپنی لڑکیاں کفار کے نکاح میں دینا پسند نہیں کرتا۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ آخر ان لوگوں کے گھروں میں اپنی اپنی بیویاں تھیں۔ پھر اگر باوجود اس کے وہ تاتون الرجال شھوۃ من دون النساء کے مورد تھے۔ پس حضرت لوط کے لڑکیاں نکاح میں دینے سے وہ قوم اس بدی سے نہیں رُک سکتی تھی۔ اور نہ ایسی فوری بات تھی۔ کہ اس قوم کے سب افراد اسی رات حضرت لوط کی لڑکیاں نکاح میں لاکر سب کے سب اس ارادۂ بد سے رُک جاتے۔

دوسری بات بخاری کی حدیث ہے۔ اگر دنیاوی کاموں میں آپ کی حالت ایسی ہوجاتی تھی۔ یا چند بار بھی ایسی ہوگئی۔ کہ آپ کوئی کام کرتے نہ تھے اور سمجھتے کہ میں نے کرلیا۔ تو پھر دین کا کوئی اعتبار نہیں رہ سکتا۔ اور یہ امر ماھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ کے بھی خلاف ہے پس نبی کریم کو مسحور کہکر کفار کا ہم زبان بننے سے یہ امر آسان ہے کہ اس حدیث کو پایۂ اعتبار سے ساقط سمجھا جائے۔ اور بخاری کتاب اللہ نہیں۔ کہ اس کی ہر حدیث پر ایمان لانا ضروری ہو۔ اور یہ پیش کردہ حدیث تو قول عائشہ ہے۔ اور صحابیہ کا قول حجت نہیں تیسری بات ...

بنو اور بن کے دکھا دو!

مسلماں مسلماں۔ مسلماں بنو | بناتا ہے جو تم کو قرآں بنو
زمانہ کی طرز و روش دیکھ لو | سمجھ بوجھ کر اب نہ ناداں بنو
مذاہب میں اسلام سرور ہے | اگر تم بھی تو اس کے شایاں بنو
مقدم کرو دیں کو دنیا پہ تم | تو پھر ہادی جن و انساں بنو
گلے میں حمائل ہو دل میں خدا | پئے تبلیغ حق مرد میداں بنو
اگر عاشق زار یوسف ہو تم | تو پھر عازم ملک کنعاں بنو
لُٹا دو زر و مال بہر خدا | اٹھو جاں نثار ان جاناں بنو
نکالو ہوس دل سے دنیا کی تم | درستی ادیاں میں کوشاں بنو
کرو دین کی بادشاہی سدا | گدا دین کے تم شاہ شاہاں بنو
ہر اک دن میں ظاہر ہے شان خدا | اسی کے لئے تم بھی ذیشاں بنو
دکھاؤ تم اسلام میں وہ کمال | کہ ہر درد کا تم ہی درماں بنو
مصیبت میں کام آؤ ہر اک کی تم | یوں ہی چارہ دردمنداں بنو
یہی خدمت دین کا وقت ہے | اٹھو زور بازو یاراں بنو!
دکھاؤ بس اب درد دین کے لئے | اسی کے لئے چشم گریاں بنو۔
نہ دیں کیلئے تم ہی ننگ و عار | اب امداد ہیں اس ...

دعوت الی الخیر

ولائت میں تبلیغ

چودہری فتح محمد صاحب کا خط ایڈیٹر ووکنگ ہیرلڈ کے نام۔

اسلام اور مسیحیت

جناب من! میں نے پادری وائٹ بریخٹ کی اس تنقید کو پڑھا ہے جو انھوں نے میرے خط درباره مضمون مذکورہ بالا پر کی ہے۔ میں آپ سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ مفصلہ ذیل سطور بطور جواب الجواب میری طرف سے شائع کر کے ممنون فرمادیں۔

بجائے اس کے کہ پادری صاحب موصوف امور زیر بحث کو بیان فرماتے۔ آپ نے اِدہر اُدہر ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے کئی ایک بے تعلق باتیں اس بحث میں پیش کر دی ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ چند ایسے واقعات کا ذکر کر دینا جو ان کے پیش کردہ اعتراضات پر روشنی ڈالیں موجب دلچسپی ہو گا۔

ہندوستان کی گذشتہ مردم شماری کی رپورٹ سنہ ۱۹۱۰ء سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مسیحیت اسلام کے مقابل کسی صورت میں بھی زیادہ ترقی نہیں کر رہی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مسیحی مذہب اختیار کرنے والوں کا بڑا حصہ رذیل اقوام سے ہے۔ چھوٹا ناگپور سے ایک مسیحی مشنری نے تبدیل مذہب کے متعلق ایک افسر مردم شماری کو مفصلہ ذیل الفاظ لکھے تھے "جیسا کہ عام قاعدہ ہے۔ تبدیل مذہب کا دینی جذبات سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ادنےٰ اقوام زمینداروں اور پولیس کے تشدد سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ اور ان مقدمات میں مدد چاہتے ہیں جو زمیندار لوگ ان پر ہمیشہ دائر رکھتے ہیں اس لئے وہ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ مجھے ذاتی علم ہے کہ بعض اشخاص ایسے بھی ہیں جو محض مذہبی جذبات کی وجہ سے مسیحی مذہب قبول کرتے ہیں۔ مگر ایسی مثالیں شاذ ہیں"

ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ پادری وائٹ بریخٹ صاحب نے ایک بھی ایسی آیت بائبل سے پیش نہیں کی۔ جس کی رو سے یہ ثابت ہو کہ غلامی اُڑا دی جاوے۔ بلکہ اس کے برعکس ہر دو عہد نامہ جدید و عتیق میں ہم ایسی آیتیں پاتے ہیں جن سے اس کے قیام کو تصدیق ہوتی ہے۔ اگرچہ لفظ ان دونوں آیتوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ سرونٹ ہے اور سلیو نہیں ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اصل یونانی زبان میں جس سے یہ آیتیں ترجمہ کی گئی ہیں۔ دو جداگانہ الفاظ ہیں اول سرونٹ بمعنی سلیو (غلام) دوم ہائرڈ سرونٹ۔ یعنی اجرت پر لیا ہوا نوکر۔ موخر الذکر کے وہی معنی ہیں جو آجکل لفظ سرونٹ کے ہیں۔ اگر مسٹر موصوف دعوےٰ کریں کہ مسیحی مذہب نے غلامی کو اُڑایا تو انہیں اس بات کو بائبل سے ثابت کرنا چاہیئے صرف انگلستان اور امریکہ کی لڑائیوں کا حوالہ دینا کافی نہیں ہو سکتا۔ پادری صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کا نام بھی اسی طرح سے ایسی جگہ ذکر کیا ہے جس میں کوئی تعلق نہیں تہا۔ لیکن اس نے مرزا صاحب کی بابت ایک غلط بیان لکھا ہے جو اس کی اپنی لاعلمی ظاہر کرتا ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ کی پاک کلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے تھے۔ وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سارے انبیاء جن میں حضرت مسیح بھی شامل ہیں۔ معصوم تھے۔ اس واسطے یہ بالکل غلط ہے کہ آپ نے کسی کو بھی ملعون و مطعون کہا ہو۔ وہ قرآن شریف کی تعلیم کے مطابق یہ بھی مانتے تھے سارے انبیاء جہاں کہیں وہ مبعوث کئے گئے راستباز اور انکی تعلیم حق تھی۔ چونکہ وہ خدا سے الہام اور وحی پاتے تھے۔ اور قرآن شریعت اور شریعت سکھلانے والا اللہ کی طرف سے مقرر ہوا کرتا ہے۔ ان معنوں میں انہوں نے نبی ہونے کا دعوےٰ کیا۔ آپ نے اس امر کو بار بار تسلیم کیا کہ روحانی ترقی محض متابعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی غلامی کی وجہ سے حاصل کی ہے۔ اور فرمایا کہ ہر انسان جو پورے طور پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرے جیسا کہ میں نے کی ہے تو اسی درجہ کو حاصل کر سکتا ہے۔ آپ نے دعوےٰ کیا تہا کہ آپ روحانیت میں اُن نبیوں کے مثیل ہیں جن کا دنیا انتظار کر رہی تھی۔ لیکن یہ کہنا کہ آپ مسیح یا کرشن کا بجسد عنصری دنیا میں دوبارہ آنا اپنے وجود میں تسلیم کرتے تھے۔ محض غلط اور جھوٹ ہے۔

کیونکہ مرزا صاحب مسیح اور کرشن کو فوت ہوئے ہوئے مانتے تھے۔ اور وہ ان کو صرف نبی تسلیم کرتے تھے اور یہ نہیں مانتے تھے کہ وہی دوبارہ زمین پر آئیں گے۔

مرزا صاحب نے اسلام کو کسی تبدیل شدہ شکل میں نہیں پیش کیا بلکہ اس کی اصلی شکل میں پیش کیا ہے۔ جس میں انہوں نے ان تمام توہمات اور شکوک کو دور کر دیا ہے جو دو تین صدیوں سے اس میں مل گئے تھے۔ اور خاص وہی اسلام پیش کیا ہے۔ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ۱۳۰۰ سال ہوئے سکھلایا تھا

معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر وائٹ بریخٹ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب ہی اسلام کے ایک واعظ نہیں ہیں بلکہ ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ جہاں کہیں ہو داعئی اسلام کا فرض ادا کرے۔ مسٹر وائٹ بریخٹ اس بات کو بھی دلچسپی سے پڑھیں گے کہ خواجہ صاحب اور ان کے مددگار اکثر مسیحی سکولوں اور کالجوں کے تعلیمیافتہ ہیں اور یاد رہے کہ اسلام انگلستان میں ٹھہرنے کے لئے آیا ہے یہ ترقی کریگا۔ انشاء اللہ اور اس ملک میں اس کی جڑہیں ایسی لگیں گی کہ ہمیشہ تک قائم رہیں گی۔ خواہ کیسی ہی تباہ کن کوشش کی جاوے جیسی کہ آج کل دنیا بھر میں اس کے اوکھاڑنے کے لئے کی جارہی ہیں۔ صداقت ہمیشہ غالب آئیگی"

آپکا صادق۔ فتح محمد سیال

(بقیہ از تصدیق المسیح صفحہ ۴)

کہ تا ختم نبوت بھی قائم رہے اور تکمیل مشابہت میں نقص بھی واقع نہ ہو۔ جیسا کہ مسیح موعود فرماتے ہیں :۔ "ایسا کیوں کہا گیا۔ اس میں راز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے خاتم الانبیاء ٹھیرایا ہے۔ اور پھر دونوں سلسلوں کے مقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آوے۔ تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلّیت کے ساتھ پیدا کیا۔ اور ظلی طور پر نبوت محمدیہ اس میں رکھدی۔ تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت قائم رہے" نزول المسیح صفحہ ۴۳۔ سو اگر مسیح موعود شان نبوت کے ساتھ نہ آتا اور محض امتی ہوتا (اور آپکا ایک پہلو سے اُمّتی ہونا آپکی کسر شان نہیں اور ہرگز نہیں) تو نبوت عالیہ محمدیہ کی کسر شان تھی۔" اور نیز دونوں سلسلوں کا تقابل پورا نہ ہوتا لہٰذا مسیح موعود کا واقعی نبی اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسیح موعودؑ کی نبوۃ

ہمارا عقیدہ مسیح موعود کی نبوت کے متعلق یہ ہے۔ کہ

(۱) ہم مسیح موعود کو نبی مانتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے ان کا نام نبی رکھا۔ دیکھو الاستفتاء صفحہ ۱۶۔ ان اللہ سمانی نبیاً۔

(۲) اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا۔ دیکھو "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا × × × جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ (حقیقۃ الوحی ۳۹۱)

(۳) مسیح موعود حقیقی نبی نہ تھے۔ مستقل نبی نہ تھے۔ بشرطیکہ حقیقی اور مستقل نبی کے یہ معنی لئے جائیں۔ جو حضرت اقدس نے لئے ہیں۔

مستقل نبوت سے کیا مراد ہے۔ دیکھو مکتوب حضرت اقدس مندرجہ اخبار عام ۲۳۔ مئی ۱۹۰۸ء

میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔

حقیقی نبوت سے کیا مراد ہے۔ دیکھو مکتوب ۷۔ اگست ۱۸۹۹ء مندرجہ الحکم جلد ۳۔ نمبر ۲۹۔

لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔

(۴) ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی ایسی نبوت بھی نہیں تھی۔ جو بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرے۔

(ب) ایسی نبوت بھی نہیں۔ جو پہلے زمانہ میں براہ راست نبیوں کو ملتی تھی۔

(ج) مالغنی من النبوت ما یعنی فی الصحف الاولی۔ کو بھی ہم مانتے ہیں۔ کیونکہ پہلے نبی کسی نبی سابقہ کے امتی ہونے کی وجہ سے نبوت نہیں پاتے تھے۔

(۵) مسیح موعود۔ امتی۔ ظلی۔ بروزی۔ نبی ہیں۔ مگر آپ کا امتی۔ ظلی یا بروزی ہونا اصل مرتبہ نبوت میں کوئی فرق نہیں لاتا۔

کیونکہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں:-

"نبی کے حقیقی معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اُس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو"

جب نبوۃ کی تعریف مسیح موعود پر صادق آتی ہے تو آپ نبی ہیں۔ اور اس اعتبار سے کامل نبی ہیں۔ کیونکہ صاحب شریعت نہ ہونے۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ نہ کرنے یا براہ راست نبوۃ نہ پانے کی وجہ سے نفس نبوۃ میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔

اس لئے

"جبکہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ رہے۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر سب نبیوں کا اتفاق ہے (الوصیت صفحہ ۱۲)

نیز اس لئے کہ حضرت اقدس کا عقیدہ تھا۔ کہ غیر نبی۔ نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ عقیدہ آپ کا حقیقۃ الوحی کی اس عبارت سے ثابت ہے۔ (صفحہ ۱۴۹)

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی۔ اور ایک پہلو سے اُمتی۔"

اس عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے آپ نے اعلان کیا۔ دیکھو کشتی نوح "خدا نے مجھ کو خبر دی ہے کہ محمدی مسیح۔ موسوی مسیح سے افضل ہے" جس سے ثابت ہوا کہ آپ اپنے آپ کو نبی یقین کرتے تھے اور ظلی۔ بروزی۔ اُمتی ساتھ لگنے سے شان نبوۃ میں کچھ فرق نہیں جانتے تھے۔ ورنہ اس نبی سے (جسے براہ راست نبوۃ ملی اور جو مسلمہ فریقین نبی ہے) اپنے آپ کو افضل نہ مانتے۔

(۶) ظلی نبوت کے معنے ہیں۔ فیض محمدی سے وحی پانا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸) اور نبوۃ کے بھی یہی معنے ہیں جیسا کہ بیان ہوا۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ "نبی کا نام پانے کے لئے میں (مسیح موعود) ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقۃ الوحی ۳۹۰)

(۷) ہم حضرت اقدس کیلئے عام بول چال میں نبی کا لفظ نہیں لاتے۔ یعنے جب ہم آپ کا ذکر کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد ہے۔ یوں نہیں کہتے کہ نبی اللہ نے یہ فرمایا۔ رسول اللہ یہ فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خاص ہو چکا ہے۔ اور جب نبی اللہ اور رسول اللہ کہا جائے۔ تو حضرت محمد مصطفےٰ ہی سمجھا جاتا ہے مگر با اینہمہ ہم مسیح موعود کو نبی اللہ۔ رسول اللہ یقین کرتے ہیں۔ اور آپ کی نبوۃ و رسالت بہ برکت اتباع حضرت خاتم النبیین مانتے ہیں۔

(۸) رسول یا نبی آپکے نام کے ساتھ استعمال کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ خود حضرت اقدس کے عمل سے ثابت ہے دیکھو دافع البلاء۔

"پس خدا نے نہ چاہا کہ اپنے **رسول** کو بغیر گواہی کے چھوڑ دے" اور فرمایا "یہ قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا کیونکہ یہ اس کے **رسول** کا تخت گاہ ہے۔"

دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴) "آخری زمانے میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔"

یہ عقائد ہمارے حضرت مسیح موعود کے وقت سے ہیں۔ اور اس کے خلاف آپ کو کوئی تحریر الفضل یا کسی اور ہماری کتاب میں نہ ملے گی۔

کیا مصلحت وقت کے معنے منافقت یا دہوکہ دینے کے ہیں ؟

ہرگز نہیں - مسیح موعود پر خدا کی وحی نازل ہوئی -

حالیا مصلحتِ وقت

دراں مے بینم

(۲) حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نامِ من بنہادہ اند

اب کیا اس سے یہ مراد ہوگی کہ حضرت مرزا صاحب فی الواقع مسیح موعود نہیں تھے بلکہ مصلحتاً ایسا نام رکھ دیا گیا ہرگز نہیں بلکہ اس سے یہ مُراد ہے کہ زمانہ کی ضروریات متقاضی تھیں کہ امت محمدیہ میں سے ایک کامل فرد مسیح موعود کا نام پائے - پس اسی طرح حضرت صاحبزادہ صاحب نے جو یہ لکھا کہ

"اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپکے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جاوے"

تو اس کے یہ معنے ہیں کہ ضروریات وقت متقاضی ہیں کہ مسیح موعود کو بطور نبی کے پیش کیا جائے - اور یہ کوئی منافقت یا دہوکہ بازی نہیں بلکہ اصل درجہ آپ کا یہی ہے - اگر حضرت صاحبزادہ کی مراد لفظ "مصلحت" سے چال یا دہوکہ بازی یا منافقت ہوتی تو آپ لکھتے کہ -

" مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ کو نبی ظاہر کیا جائے"

مگر آپنے یہ نہیں لکھا - بلکہ لکھا تو یہ لکھا کہ

" مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپکے اصل درجے سے جماعت کو آگاہ کیا جاوے"

اور چونکہ سائل نے سوال کیا تہا کہ نبی اللہ ہونے پر زور کیوں دیا جاتا ہے اس لئے آپنے مندرجہ بالا فقرہ لکھا - یعنے یہ کہ

"چونکہ حضرت صاحب کے درجہ کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے - اسلئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپکے اصل درجے سے جماعت کو آگاہ کیا جائے"

اور پھر ساتھ ہی فرما دیا کہ -

" اس طرح لفظ نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا -"

"اس طرح" پر خوب غور چاہیئے یعنی روزمرہ بول چال اور بات بات میں جب مسیح موعود کا ذکر آئے - تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ نبی نبی کہا جائے کیوں ؟ اسکی وجہ خود ہی فرماتے ہیں

" نہ اسلئے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ اسلئے کہ ایسا نہ ہو کچھ مدت بعد بعض لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں "

اس عبارت میں آپنے پہلے روزمرہ بول چال میں نبی بار بار استعمال نہ کرنے کے حکم سے جو وہم پیدا ہوتا تھا کہ کیا مسیح موعود نبی نہ تھے اسکا ازالہ فرمایا اور ارشاد کیا " نہ اسلئے کہ آپ نبی نہ تھے " نبی تو تھے اور ضرور تھے مگر ایسا نہ ہو کہ یہ نبوت مستقل نبوت سمجھی جائے جیسا کہ عام لوگوں کی اصطلاح میں سمجھی جاتی ہے حالانکہ یہ نبوت بواسطہ فیض محمدی و برکت اتباع مصطفوی ہے

اب سوال ہو سکتا تھا کہ اسوقت کیوں زور دیا جاتا ہے تو فرمایا کہ اسوقت ضرورت ہے ایک مرض جماعت میں پیدا ہو گیا ہے (یعنی مسیح موعود کے درجہ کو گھٹانا یا اس سے ناواقفیت جیسا کہ بعضوں نے کہا کہ انکا ماننا ضروری نہیں وہ صرف ایک "مجدد" تھے) پس لفظ نبی پر زور اس مرض کا علاج ہے - اور یہ چند روزہ بات ہے کیونکہ یہ خدا کے مسیح و مہدی کی جماعت ہے - آخر اس مرض سے نجات پا جائیگی - پھر چند روز کے بعد جب یہ مرض دور ہو جائیگا تو مسئلہ نبوت پر بحث کا سلسلہ اعتدال پر آجائیگا اور جس طرح تمام مسائل ہیں مثلاً وفات مسیح حضرت مرزا صاحب کا عیسیٰ ابن مریم اور دیگر بعض انبیاء سے افضل ہونا آپکے نہ ماننے والوں کا فرہونا آپ کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا اسی طرح یہ مسئلہ بھی ہوگا اور اسپر خصوصیت سے زور دینے کی ضرورت نہ رہیگی - اور ایسا ہوتا ہی رہتا ہے - چنانچہ ایک زمانہ تہا کہ وفات مسیح پر زور دینے کی ضرورت تہی کیونکہ علماء اسکا انکار کرتے تھے - لیکن جب دلائل قاہرہ سے ثابت کر دیا گیا - تو اب علماء اس مسئلہ پر بحث ہی نہیں کرتے یا کم کرتے ہیں تو ہم بھی اپنے اخباروں میں اسکا ذکر کم کرتے ہیں - اسی طرح جماعت کے چند افراد نے نبوت مسیح موعود کا انکار کیا - تو ہم نبوت پر زور دیتے ہیں جب مان جائینگے تو پھر یہ زور نہ دیا جائیگا - عنقریب انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا

کیونکہ یہ چند روزہ بات ہے اور بطور علاج کے ہے

اب ہم سنتے ہیں کہ جو لوگ مسیح موعود کی نبوت سے انکار کرتے ہیں وہ حضرت مرزا صاحب کو فی الواقعہ مسیح موعود ماننے سے بھی گریز کر رہے ہیں - اور انکی دلیل یہ ہے کہ یہ نام صرف مصلحت سے تھا اور مصلحت کے معنے ان کے نزدیک پالیسی کے ہیں اور غالباً اسی کی تمہید باندھنے کے لئے حضرت صاحبزادہ کے اس فقرہ پر اعتراض کیا ہے جس میں مصلحت کا لفظ آیا ہے اسلئے مصلحت وقت ہمکو مجبور کرتی ہے کہ ہم لفظ مصلحت پر بھی زور دیں - جس کے معنے خدا اور اس کے رسول مسیح کے نزدیک اقتضاء ضرورت وقت کے ہیں

الفاظ بیعت خلیفہ ثانی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ جس طرح پر ہاتھ میں ہاتھ لیکر فرماتے جاتے تھے - اور طالب تکرار کرتا جاتا تھا - اسی طرح پر آپ بیعت لیتے ہیں -

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشھد ان محمدا عبدہٗ و رسولہٗ (۳ بار)

آج میں احمدی سلسلہ میں محمود کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں ۔۔۔ . . . . . . اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آئندہ بھی گناہوں سے بچنے کی کوشش کرونگا - دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا شرک نہیں کرونگا اسلام کے تمام احکام بجا لانے کی کوشش کرونگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرونگا مسیح موعود کے تمام دعاوی پر ایمان رکھونگا جو تم نیک کام بتاؤ گے انمیں تمہاری فرمانبرداری کرونگا قرآن شریف اور حدیث کے پڑھنے اور سمجھنے اور اسپر عمل کرنے کی کوشش کرونگا - حضرت صاحب کی کتابوں کو پڑھنے یا سننے اور یاد رکھنے اور اسپر عمل کرنیکی کوشش کرونگا استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ (۳ بار) رب انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور بہت ظلم کیا - اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ۔ آمین

میرا مذہب

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

ایک دوست میاں محمد عثمان خان صاحب لکھنوی کے جواب میں جس میں انہوں نے مجھ سے بعض سوال کئے تھے میں نے ایک لمبا خط لکھا تھا۔ اور اس میں ان کے اس سوال کے جواب میں کہ گو میں مرزا صاحب کو نبی مانتا ہوں یعنی ظلی اور بروزی نبی لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ ان کو صرف نبی اللہ کہکر پکارا جائے۔ میں نے جو کچھ لکھا تھا۔ اس میں سے مندرجہ ذیل فقرات پیغام لاہور نے شائع کئے ہیں۔

نبوت کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سب احمدی حضرت مسیح موعود کو نبی ظلی ہی مانتے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرۃ صاحب کے درجہ کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے۔ اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپکے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جاوے ورنہ اس طرح کے لفظ نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا نہ اس لئے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کچھ مدت بعد بعض لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں مگر یہ صرف چند روزہ بات ہے۔ اور بطور علاج کے ہے۔ کیونکہ اس وقت بہت سے احمدی حضرت مسیح موعود کے درجہ سے ناواقف ہیں اور اخبار میں یہ بھی بار بار لکھدیا جاتا ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ نہیں بلکہ پورا کرنے کے لئے آئے تھے۔

ان فقرات سے پیغام صلح کے ایڈیٹر نے اور پھر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ نے جو کچھ نتیجہ نکالا ہے۔ اور پھر اسپر جو کچھ حاشئے چڑھائے ہیں۔ اسے پڑھ کر ہر ایک دانا اس نتیجہ پر آسانی سے پہنچ سکتا ہے کہ تعصب انسان کو کس طرح اندھا کر دیتا ہے کیونکہ میرے خط کے الفاظ کہ اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپکے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جاوے صاف ثابت کرتے ہیں کہ جو کچھ اخبارات میں لکھا جاتا ہے وہی حضرت صاحب کا اصل درجہ ہے۔

پیغام کے ایڈیٹر اور ڈاکٹر صاحب نے جو مجھ پر یہ الزام لگائے ہیں کہ میں نے غیر احمدیوں کے کفر کا فتویٰ اس لئے شائع کیا تھا کہ غیر احمدی خواجہ صاحب کے لیکچروں میں شامل نہ ہوں اور انکے لیکچروں کی قبولیت اور رونق جاتی رہے اور یہ کہ یہ سب فتوے میں لوگوں کو دہوکا دینے کے لئے شائع کرتا تھا نہ یہ کہ اسپر میرا دلی ایمان تھا۔ اور اس کی غرض یہ تھی کہ دوسرا خلیفہ بھی حضرت صاحب کے خاندان سے باہر کا نہ بن جائے۔ اور یہ کہ سب فتنہ میں نے ایک چھوٹی سی خود غرضی کے لئے برپا کیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کو مستقل نبی صرف اسی لئے ظاہر کرتا تھا کہ تا خلافت کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ اور یہ کہ میرا ان عقائد کے پھیلانے سے یہ مطلب تھا کہ میں ایک جماعت احمدیوں میں سے اپنے ساتھ ملالوں تاکہ وہ مجھے حصول خلافت میں مدد دے۔ میں ان الزامات کا جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کیونکہ یہ اس قسم کے الزامات ہیں جو ہمیشہ اہل اللہ پر لگتے چلے آئے ہیں۔ میری کیا ہستی ہے کہ میں انسے ناراض ہوں۔ دونوں جہانوں کے سردار ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی غیر مذاہب کے پیرو یہ الزام دیتے چلے آئے ہیں کہ آپکے سب کام ایک جتھہ اور حکومت اور عزت کے حاصل کرنے کے لئے تھے۔ یہی الزام مسیح موعود پر بھی لگایا گیا۔ پس مبارک ہوں میں کہ مجھے بھی اللہ تعالےٰ نے باوجود ان تمام کمزوریوں کے جو میں اپنے اندر پاتا ہوں ایسے پاک گروہ کے ساتھ ایک مناسبت دیدی۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اس کے علاوہ جو الزامات مجھ پر اور میرے خاندان پر ڈاکٹر صاحب اور انکے احباب لگاتے رہے ہیں انکے بیان کرنے اور انکے جواب دینے کی بھی مجھے کچھ ضرورت نہیں کیونکہ ضرور ہے کہ خلیفہ پر اعتراض ہو۔ جبکہ مجھے خدا تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کی حفاظت کا کام سپرد فرمایا ہے۔ تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ جو ابتلا لگے ہوئے ہوں ان سے بھی مجھے حصہ ملے۔ گو میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میری کمزوری پر نظر فرماکر ان ابتلاؤں کی سختی سے مجھے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

اور جبکہ میرا یقین ہے کہ ایک نگران حکومت ہم سب کے اعمال کی پڑتال میں مشغول ہے۔ اور ایک زبردست ہستی جس کے سامنے غریب امیر نامور اور گمنام سب یکساں ہیں اور جس طرح اس کا ہاتھ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کو سزا دینے پر قادر ہے ایک طاقتور اور زبردست بادشاہ کو بھی وہ اسی طرح سزا دیسکتا ہے اور کوئی چیز اسکے علم سے مخفی نہیں تو پھر مجھے گھبرانے کی کیا حاجت ہے اگر وہ الزامات جو مجھ پر لگائے گئے ہیں جھوٹ ہیں اور ڈاکٹر صاحب اور ایڈیٹر پیغام نے تعصب کی وجہ سے یا غضب کے حملہ سے مغلوب ہوکر مجھ پر اس قسم کے الزامات لگائے ہیں تو میرے جواب کیلئے وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری اور ان سب کی جان ہے۔ اور جس کی لعنت سے بچنے کی کسی کو طاقت نہیں بہت زبردست اور فیصلہ کن جواب دے سکتا ہے۔ اور اگر میں مظلوم ہوں اور مجھ پر جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں تو وہ ضرور ایک دن ان الزامات کا جواب دیگا۔

اور اگر وہ الزامات جو مجھ پر لگائے گئے ہیں درست ہیں اور میں ایسا ہی گندہ اور ناپاک ہوں کہ حکومت اور خلافت کی خواہش سے مجبور ہو کر متواتر کئی سال تک میں یہ کوشش کرتا رہا ہوں کہ جماعت میں تفرقہ ڈلوا کر خود بڑا بن جاؤں۔ اور اس خواہش سے اندھا ہو کر خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو تباہ کرنے اور مسیح موعود کی تعلیم کو غلط پیرائے میں پیش کرنے میں میں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تو میں نہیں خیال کرتا کہ مجھ سے زیادہ اور کون شخص سزا کا مستحق ہو سکتا ہے اور اس صورت میں وہ سخت سے سخت لفظ بھی جو کسی لغت میں اظہار نفرت کیلئے پائے جاتے ہیں نرم ہونگے اور مجھے وہ الفاظ سنکر یا پڑھ کر بجائے ناراض ہونے کے اقرار کرنا چاہیئے کہ میں واقعہ میں اس سلوک سے زیادہ سخت سلوک کا مستحق تھا۔ کیونکہ میں نے اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے الٰہی سلسلہ کے تباہ کرنے میں بھی دریغ نہ کیا۔

پس اگر یہ الزامات درست ہوں تب بھی۔ اور اگر غلط ہوں تب بھی مجھے ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اگر وہ درست ہیں تو میں ہر ایک سختی کا مستحق ہوں۔ اور اگر غلط ہیں تو میرا رب مجھ سے زیادہ طاقت رکھتا ہے میں کیا سزا دے سکتا ہوں۔ میں تو اس کی دی ہوئی سزا کی سختی کی حد کو بھی سمجھ نہیں سکتا۔ پس میں اس معاملہ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ وہو اسرع الحاسبین

یہ الزامات تو میری دلی کیفیات پر ہیں پھر میں کیوں کر ثابت کروں۔ کہ میرے دل میں وہ نہیں ہے جو بتایا گیا ہے۔ دلی کیفیات کے متعلق ہر ایک مقدمہ کا فیصلہ آسمانی بادشاہت ہی کرسکتی ہے اور وہی کرے گی۔

مگر ان الزامات کے علاوہ کچھ اور باتیں بھی ان دونوں صاحبان نے لکھی ہیں - جن کے غلط یا صحیح ہونے کا فیصلہ دنیا کر سکتی ہے - اس لئے میں اُن کے متعلق کچھ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں - تاکہ لوگوں کو غلط فہمی نہ ہو - وہ امور جن کے متعلق کچھ لکھنا ضروری ہے - مندرجہ ذیل ہیں - یہ صاحب لکھتے ہیں :-

(۱) میں نے اس خط میں اپنے اعلان کردہ عقیدہ کے خلاف ظاہر کیا ہے :-

(۲) میں حضرت صاحب کو مستقل نبی بتاتا رہا ہوں -

(۳) یہ کہ میں بارہا اپنا عقیدہ بتاتا رہا ہوں - کہ اگر حضرت مسیح موعود صرف خلیفہ ہوں - مستقل نبی نہ ہوں تو ان کے منکر کافر نہیں کہلا سکتے :-

(۴) میں گذشتہ پانچ سال اس خط کے مضمون کے خلاف وعظ کرتا رہا ہوں - اور میری تحریروں اور تقریروں میں اس عقیدہ کے خلاف زور دیا جاتا رہا ہے :-

(۵) میں نے اور میرے مریدوں نے یہ لکھا ہے - کہ حضرت صاحب حقیقی نبی تھے -

(۶) میں اپنے مریدوں سے ایسے عقائد پر بیعت لیتا رہا ہوں - جن کا میں خود بھی قائل نہیں :-

چونکہ یہ ایسی باتیں ہیں - کہ جنکی صداقت ہم معلوم کر سکتے ہیں - اس لئے میں چاہتا ہوں - کہ ڈاکٹر صاحب اپنے دعویٰ کے ثبوت بھی دیں - ورنہ ہر ایک منصف کا حق ہوگا کہ وہ ڈاکٹر صاحب اور ایڈیٹر پیغام کو اسی نام سے یاد کرے - جس سے ایک خلاف واقعہ بیان کرنے والے کو پکارا جاتا ہے :-

میں دعویٰ سے کہتا ہوں - کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی شخص میرے اس خط سے کوئی ایسا عقیدہ ثابت نہیں کر سکتا - جو میرے اعلان کردہ کسی عقیدہ کے خلاف ہو - اور اگر میں غلط کہتا ہوں - تو ایڈیٹر پیغام میری وہ عبارت جس میں میں نے اس خط میں ظاہر کردہ عقیدہ کے خلاف عقیدہ ظاہر کیا ہو درج کرے - تاکہ لوگوں کو اس بات کا اندازہ لگانے کا موقعہ ملے - کہ ان کے بیان میں کہاں تک صداقت ہے :-

اسی طرح میرا وہ مضمون یا تقریر بتائی جاوے جس میں میں نے لکھا ہے - کہ حضرت مسیح موعود مستقل نبی ہیں اور شریعت اسلامیہ کو مٹانے والے ہیں - اور ان کو براہِ راست نبوت ملی ہے - کیونکہ ان ہی معنوں میں حضرت مسیح موعود نے اپنے مستقل نبی ہونے کا انکار کیا ہے اور میں ان معنوں میں آپ کو مستقل نبی نہ مانتا ہوں نہ میں نے کبھی کسی تحریر یا تقریر میں یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے - پیران اصحاب کا فرض ہے - کہ بتائیں - میں نے کس جگہ لکھا ہے - یا کس مجلس میں بتایا ہے - کہ اگر حضرت صاحب مستقل نبی نہ ہوں - تو ان کا منکر کافر نہیں ہو سکتا مہربانی فرما کر میری وہ تحریر یا تقریر پیش کریں - میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں - کہ آپ مہربانی فرما کر شائع فرماویں - کہ آپ میری کونسی تحریر یا تقریر میں اس خط کے خلاف میرا عقیدہ موجود پاتے ہیں - کیونکہ آپ نے لکھا ہے - کہ میں پانچ سال اس خط کے خلاف عقیدہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں ظاہر کرتا رہا ہوں :-

پانچویں اس بات کا ثبوت دینا بھی آپ لوگوں کا فرض ہے کہ میں اپنے مریدوں کو یہ کہتا رہا ہوں - کہ حضرت صاحب حقیقی نبی تھے - (دیکھئے خود صاحب شریعت تھے کیونکہ حقیقی نبوت کے معنے حضرت مسیح موعود نے ہی کئے ہیں)

چھٹے آپ مجھے بتائیں - کہ میں نے اس خط میں کونسی ایسی بات لکھی ہے - کہ جس کے خلاف میں اپنے مریدوں سے بیعت میں اقرار لیتا رہا ہوں - بیعت کے الفاظ شائع شدہ ہیں - اور ہزاروں آدمیوں نے (علاوہ تحریری بیعت کے) میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے - کسی پوشیدہ مجلس میں بیعت نہیں لی جاتی - خود آپ کے ایک بڑے بھائی صاحب اور آپکا ایک بھتیجا میری بیعت میں داخل ہے - آپ اُن سے دریافت کر سکتے ہیں - کہ میں اپنے مریدوں سے بیعت کے وقت کونسے ایسے الفاظ کہلایا کرتا ہوں - یا کون سے ایسے الفاظ میں نے مبایعین کے لئے شائع کئے ہیں - جن میں اس ظاہر کردہ عقیدہ کے خلاف عقیدہ پایا جاتا ہو :-

میں پیغام کے ایڈیٹر اور ڈاکٹر صاحب کی آسانی کے لئے (گو وہ اپنے مضمون میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے رہی ہیں - کہ میری تحریروں میں بھی اس خط کے خلاف عقیدہ پائے جاتے ہیں) یہ بھی اجازت دیتا ہوں - کہ وہ چار چار ایسے گواہی پیدا کر دیں - جو ان الفاظ میں قسم کھا جائیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ بیان دیتے ہیں :- کہ ہم نے میرزا محمود احمد کی منہ سے فلاں فلاں موقعہ پر یہ الفاظ سنے ہیں (یہاں وہ چھ عقائد لکھے جائیں - جو میری طرف منسوب کئے گئے ہیں) اور ہم خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر یہ گواہی دیتے ہیں - اور اگر ہم اس بیان میں کسی قسم کے جھوٹ یا حق پوشی سے کام لیتے ہوں - تو قادر مطلق خدا اپنا خطرناک سے خطرناک غضب ہم پر اور ہماری اس اولاد پر جو بیعت میں داخل نہیں نازل کرے - اور ہمیں ایسی سزا دی جائے - جو دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہو - اس شہادت کے بعد تین سال تک انتظار کیا جائے - پھر اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں پر کوئی ایسا عذاب نہ آئے - جو اپنے اندر ایک ایسی شان رکھتا ہو - کہ اُسے عذاب الٰہی کہا جا سکے - تو میں جھوٹا اور اگر ایسے گواہ نہیں مل سکتے - بلکہ میں نے وہ عقائد جو پیغام کے ایڈیٹر یا ڈاکٹر صاحب نے میری طرف منسوب کئے ہیں - انہی اصحاب کے کان میں بیان کئے تھے - اور غلطی سے ان کی قلم سے تحریر یا تقریر کے الفاظ نکل گئے ہیں - تو پھر ان ہی کو بلاتا ہوں - کہ وہ اپنے بیان کی صداقت پر قسم کھا جائیں - جو مذکورہ بالا الفاظ میں ہو - اور پھر دیکھیں - کہ اللہ تعالیٰ کیا دکھاتا ہے - اور میں وعدہ کرتا ہوں - کہ ان چھ سوالات پر ہر ایک سوال پر قسم کھانے کے بدلہ میں میں دونوں صاحبان کو اگر وہ مدت مقررہ کے اندر کسی عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہوں - اور اپنے جھوٹ سے توبہ بھی نہ کریں - تو ایک ایک سو روپیہ بطور جرمانہ کے ادا کروں گا - یعنی دونوں صاحبوں کو چھ چھ سو روپیہ ادا کرنا میرا فرض ہوگا - اور اس کی کفیل میری جائداد ہوگی - جسے فروخت کر کے وہ اپنا حق لے سکیں گے لیکن سب سے زیادہ یہ فائدہ ہوگا - کہ ان کے اس جھوٹے سے فعل سے جماعت کی ہدائت ہو جائیگی - اور لوگ سمجھ جائیں گے - کہ میں ان اصحاب کے کان میں تو اور کچھ کہتا ہوں - اور درحقیقت میرا مذہب کچھ اور ہی تھا - میرے مذہب کے متعلق ایک مضمون اسی الفضل کے ساتھ شائع ہوا ہے - وہ مجھے دکھا کر شائع کیا گیا ہے - اور وہی میں پہلے ظاہر کرتا رہا ہوں - اور وہی میرا اب مذہب ہے - وہی اس خط میں ظاہر کیا گیا ہے - کسی میں کوئی فرق نہیں - ان طریقوں سے فتح نہیں ہو سکتی - جو آپ لوگ اختیار کر رہے ہیں - فتح خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے - اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں - کہ وہ جلد سچوں اور جھوٹوں میں فرق کر کے دکھاوے - آمین - (خاکسار میرزا محمود احمد)